JQSS *(Journal of Quranic and Social Studies)*
2022, 2(1), 71 -81

سرمایہ دارانہ اور سوشلزم کا اسلامی نظام معیشت سے تقابلی جائزہ

A Comparative Analysis of Capitalism and Socialism with Islamic Economics System

Dr. Khair Muhammad Asif Memon
Lecturer, Department of Linguistics & Social Sciences, The Begum Nusrat Bhutto (BNB) Women University Sukkur

Hafiz Rahmatullah Shaikh
Lecturer, Department of Linguistics & Social Sciences, The Begum Nusrat Bhutto (BNB) Women University Sukkur,

Keywords
Islam, guidance, Economic system, Capitalism and Socialism, principles and rules

Khair Muhammad Asif Memon and Hafiz Rahmatullah Shaikh (2022). A Comparative Analysis of Capitalism and Socialism with Islamic Economics System, *JQSS* Journal of Quranic and Social Studies, 2(1), 71-81

Abstract: *Islam is a code of conduct that contains guidance on every aspect of life. There is no any part of human life that is not guided by Islam. So there are also Islamic Teachings in the field of Economics. The principles and rules of Islamic Economic system, in contrast to Capitalism and Socialism, are the guarantors of prosperity and development for economic and social life. This research paper discusses these three Economic systems and it also introduces them and their characteristics, and at the same time, this paper touches upon rules and principles and advantages and disadvantages of the above economic theories. This paper asserts that espousing the principles of Islamic economics leads to sound economic and social foundation of a given society, whereas the creeds of Capitalism and Socialism lie at the root of all economic and social evils. The precepts of economics in Islam are essentially divine whereby success can be achieved in this world and the hereafter*

Corresponding Author: Email: khair.muhammad@bnbwu.edu.pk

Content from this work is copyrighted by *JQSS* which permits restricted commercial use, research uses only, provided the original author and source are credited

تعارف:

کسی بھی قوم و ملک کی تعمیر و ترقی میں معیشت کو بنیادی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ نظامِ معیشت کسی بھی ملک کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ جن ممالک کی معیشت، درآمدی اور برآمدی تجارت اعلیٰ درجے کی ہوتی ہے وہ ممالک دنیا میں خوشحال سمجھے جاتے ہیں۔ ان ممالک کے سکہ کی قدر(Value of Money) بھی عمدہ درجہ کی ہوتی ہے، لیکن جن ممالک کے درآمد یا برآمد میں کوئی توازن نہ ہو یا وہ صرف درآمدہ کرتے ہوں ان ممالک کے خود کی کوئی تجارت نہ ہو ان ممالک کی معیشت انتہائی کمزور ہوتی ہے جس کے باعث بھوک، بدحالی، فاقی کشی، چوری، خیانت اور لوٹ مار وغیرہ جیسی مضر کاروایاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسان ذات پر فضل اور احسان فرما کر نبی آخر الزمان ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے دوسرے بہت سارے علوم اور فنون کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ معاشیات اور تجارت کی بھی تعلیم دی۔ آپ ﷺ نے کامیاب تجارت کے اصولوں کی تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ خود کامیاب اور اعلیٰ پائے کی تجارت کا عملی نمونہ پیش کر کے امت کو اس کی تعلیم ارشاد فرمائی۔ معیشت کو لغت میں اقتصاد بھی کہا جاتا ہے۔ لسان العرب میں ہے:

"القصد استقامة الطريق قَصَد يَقْصِدُ قصداً فهو قاصِد و قوله تعالى و على الله قَصْدُ السبيل أي على الله تبيين الطريق المستقيم" ()

ترجمہ: قصد کے معنی سیدھے راستے کے ہیں، اسی سے **قَصَد يَقْصِدُ قصداً فهو قاصِد** ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے **و على الله قَصْدُ السبيل**ی عنی اللہ تعالیٰ پر درست راستہ کا بیان فرمانا ہے۔

دور جدید میں لفظِ اقتصاد سے مالی اور معاشی امور مراد ہوتے ہیں، لہٰذا اصطلاحِ اقتصادیات سے مراد وہ علم ہے جس میں دولت کی تقسیم اور پیدائش سے بحث کی جاتی ہے۔() المعجم الاقتصاد الاسلامی میں علم الاقتصاد کی درج ذیل تعرف بیان کی گئی ہے:

الا قتصاد : علم يبحث فی كل يتعلق بالثروة و المال و التكسب و التملک و الا نفاق و الا قتصاد يبحث ايضافی مسائل الانتاج و الاستنمار و مسائل الانتفاع و الخدمات و مسائل الغنی و الفقر۔()

ترجمہ: "علم الاقتصاد ہر اس شے سے بحث کرتا ہے جو دولت، مال و رزق کمانے، مالک ہونے اور خرچ کرنے سے تعلق رکھتی ہے اور علم الاقتصاد پیداوار اور مال بڑھانے، نفع حاصل کرنے کے مسائل، خدمات اور اور غنا و فقر کے مسائل سے بحث کرتا ہے۔"

Encyclopedia of Social Sciences میں معاشیات کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

"Economics deals with a Social Phenomenon center about the provision for the material needs of an individual and of the organized group."

ترجمہ: "معاشیات کا واسطہ ایسے معاشرتی امر سے پڑتا ہے جو ایک فرد سے کر منتظم گروہ کی مادی ضروریات کی فراہمی پر اپنی توجہ مرکوز رکھتا ہے۔"

علامہ حریریؒ معاشیات کے متعلق فرماتے ہیں کہ "معاشیات سے مراد یہ ہے کہ انسان تجارت اور صنعت کے ذریعے اپنی زندگی کی ضروریات پوری کرے"() آج کل اس کو اقتصاد کو Economics کہا جاتا ہے یہ ایک مستقل علم اور فن کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں، اس کی ایک تعریف یہ ہے کے مال کو ضرورت کے ایام کے لیے باقی رکھنا۔ اس فن کا بنیادی مفہوم یہ ہے کہ کم وسائل کے ہوتے ہوئے زیادہ سے زیادہ ضروریاتِ زندگی کو پورا کرنا۔

ضرورت معاش:

انسان اپنی صلاحیت اور ذوق کے لحاظ سے ذریعہ معاش اختیار کرتا ہے اور انسان حصولِ رزق تجارت، زراعت، صنعت، ملازمت وغیرہ کے ذریعے سے حاصل کرتا ہے مگر حصول معاش میں شرائط اور آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ معاملے میں صدق، امانت، خیر خواہی جیسی صفات کا ہونا اور جھوٹ، قسم، عیب چھپانا، غلط بیانی کرنے جیسی صفات سے پرہیز ضروری ہے۔

یہ بات ماہرین معاشیات کے نزدیک مسلم ہے کہ انسان کی ضروریات اس کے وسائل سے زیادہ ہیں۔ چنانچہ ان محدود وسائل کے ذریعے ان لامحدود ضروریات کو کس طرح پورا کیا جائے؟ اس طرح کے معاشی مسائل کو حل کرنے کے لیے چار قسم کے مسائل کو حل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

1۔ ترجیحات کا تعین (Determination of priorities)

چونکہ ضروریات کے مقابلے میں وسائل کم ہیں اس لیے یہ متعین کرنا ضروری ہوتا ہے کہ ان محدود وسائل کو کن ضروریات پر کس طرح خرچ کیا جائے تاکہ نظامِ زندگی میں کوئی خلل واقع نہ ہو اور انسان کی بنیادی ضروریات بھی پوری ہو جائیں۔ اس تعین کو علم اقتصاد میں "ترجیحات کا تعین" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

2۔ وسائل کی تخصیص(Allocation of Resources)

وسائل پیداوار، محنت، سرمایہ اور زمین کو کن کاموں میں لگایا جائے اور ان کو کس مقدار میں لگایا جائے؟ زمین پر کیا اگایا جائے یا کارخانوں میں کون سی چیزیں کس مقدار میں بنائی جائیں؟ اس بات کا تعین کرنے اصطلاح معیشت میں "وسائل کی تخصیص" کہلاتا ہے۔

3۔ آمدنی کی تقسیم(Distribution of Income)

مذکورہ بالا وسائل سے حاصل ہونے والی آمدنی یا پیداوار کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟ اور کن بنیادوں پر ان کو تقسیم کیا جائے؟ اس کو "آمدنی کی تقسیم" کہا جاتا ہے۔

4۔ ترقی(Development)

معاشی حاصلات کو ترقی دینا، لوگوں کی بھلائی کے لیے نت نئی ایجادات و مصنوعات وجود میں لانا اور اسباب معیشت میں اضافہ کرنے کی کوشش کرنا تاکہ لوگوں کو آمدنی کے زیادہ سے زیادہ ذرائع میسر ہوں اور معاشرہ ترقی کرے۔ اس کو معاشیات میں "ترقی" کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اسلامی معیشت ایک متوازی نظام:

اسلامی نظامِ معیشت کے مقابلے میں بنیادی طور پر دو قسم کے معاشی نظام پائے جاتے ہیں: سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت۔ سرمایہ دارانہ نظام کا بنیادی نقطۂ نظر اس مادی نظام کا وجود ہے کہ جس میں ہر آدمی کو آزادی حاصل ہوتی ہے جو چاہے اور جس چیز کی چاہے تجارت کرے۔ اس نظام میں ہر وہ کام درست ہوتا ہے جس سے ظاہری معیشت ترقی کرے اور یہ نظام حکومت کے دخل کے بغیر ہی وجود میں آجاتا ہے۔

اس نظام کی بنیاد ایڈم سمتھ نے 1790ء میں رکھی۔ اس نظام کے تحت دولت و منافع اور پیداوار اور پیداواری وسائل رکھنے میں ہر شخص مکمل آزاد ہے۔ ریاست کی طرف سے ایسے شخص پر کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ اس نظام کا بنیادی تصور یہ ہے کہ یہ نظام شرعی و قانونی حدود و قیود سے آزاد ہے۔ ریاست کسی بھی شخص کی اقتصادی اور معاشی نظام میں مداخلت نہیں کر سکتی۔

نظامِ اشتراکیت کو دراصل سرمایہ دارانہ نظام کے مقابلے میں لایا گیا تھا۔ سرمایہ دارانہ نظام فرد کو مکمل آزادی فراہم کرتا ہے جبکہ اشتراکیت فرد کی آزادی کو سلب کر کے اسے حکومت کا مکمل پابند بنا دیتا ہے۔

اشتراکی نظام معیشت:

اشتراکیت سے مراد وہ معاشی نظام ہے کہ جس میں پیداوار حکومت کی ملکیت ہوتی ہے اور ان سے استفادہ کا کام ایک مرکزی ادارے کے سپرد ہوتا ہے جس کی ہدایات کے مطابق اشیاء پیدا کی جاتی ہیں۔ یہی ادارہ یہ فیصلہ کرتا ہے کہ کون سے چیزیں کس مقدار میں پیدا کی جائیں اور انہیں کس طرح تقسیم کیا جائے۔

اشتراکی نظام میں پیداوار اور وسائلِ معاش یعنی سرمایہ، زراعت، صنعت، زمین اور افرادی قوت وغیرہ پر حکومت کا قبضہ ہوتا ہے جس سے "طلب و رسد" کا فطری اصول متاثر ہونے کے ساتھ "ارتکازِ دولت" یعنی دولت چند ہاتھوں میں سمٹ کر آجاتی ہے جس کے بھیانک نتائج دنیا کے سامنے ہیں۔ کسی محتاج اور ضرورتمند کی مدد کی ذمہ داری نہ حکومت پر ہوتی ہے اور نہ کسی فرد پر عائد ہوتی ہے، جس کے سبب معیشت میں کمزور افراد کے لیے زندگی گذارنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اشتراکی نظام کے بنیادی اصول یہ ہیں:

1۔ اجتماعی ملکیت(Collective Property)

اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ وسائل پیداوار کسی بھی شخص کی ذاتی ملکیت میں شمار نہیں ہوں گے بلکہ وہ اجتماعی ملکیت ہیں اور اس پر پورے معاشرے کا حق ہے۔ چنانچہ حکومت کو یہ اختیار ہے کہ وہ لوگوں کی ملکیت میں سماجی ضروریات اور لوگوں کے مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تصرف کرے۔ اس ااصول کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ کارخانے، زمینیں یہاں تک کہ دکانیں بھی کسی شخص کی انفرادی یا ذاتی ملکیت نہیں رہتی بلکہ ساری چیزیں حکومت کے زیرِ نگرانی آجاتی ہیں۔

2۔ منصوبہ بندی(Planning)

اس اصول کا مطلب یہ ہے کہ بنیادی معاشی فیصلے کرنے کے لیے حکومت منصوبہ بندی کرے گی۔ یعنی سماجی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کن چیزوں کی پیداوار کی جائے؟ اور ان چیزوں کی پیداوار کے لیے کن وسائل کو خرچ کیا جائے؟ ان مسائل کو حل کرنے کے لیے حکومت کی طرف سے منصوبہ بندی کرنے کے کے لیے ایک کمیٹی قائم کی جاتی ہے جو معاشی مسائل کا جائزہ لیتے ہوئے منصوبہ بندی کرتی ہے۔

3۔ اجتماعی مفاد(Collective Interest)

سرمایہ دارانہ نظام میں ایک تاجر اپنے ذاتی مفادات کو مقدم رکھتے ہوئے جس چیز میں چاہے سرمایہ کاری کر سکتا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کیا جاسکے۔ یعنی اس نظام میں سماجی مفادات کے مقابلے میں اپنے مفادات کو مقدم رکھتا ہے اور اسی کے مطابق منافع کے حصول کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اشتراکی نظام کا دعویٰ یہ ہے کہ اس میں ذاتی مفادات کی بجائے سماجی اور اجتماعی مفادات کو ترجیح دی جائے گی۔ اور جو چیز سماج کے مفاد کے لیے ہوگی اسی میں سرمایہ کاری کی جائے گی اور اسی چیز کی پیداوار کی جائے گی۔ چنانچہ جس چیز سے معاشرے کو نقصان پہنچے گا اس چیز کی پیداوار نہیں کی جائے گی اور اس معاملے میں تاجر کے ذاتی مفاد کو نہیں بلکہ پورے معاشرے کے مفاد کو مدِ نظر رکھا جائے گا۔

4۔ آمدنی کی منصفانہ تقسیم(Equitable Distribution of Income)

اشتراکیت کا چوتھا اور آخری بنیادی اصول یہ ہے کہ حاصل ہونے والی آمدنی کو لوگوں میں انصاف کے ساتھ تقسیم کیا جائے گا۔ بنظریۂ اشتراکیت چونکہ سرمایہ دارانہ نظام میں آمدنی کی منصفانہ تقسیم نہیں ہوتی اس لیے امیر لوگ مزید امیر ہوتے چلے جاتے ہیں اور غریب اور لاچار لوگ مزید غریبی اور مفلسی کے دلدل میں پھنستے چلے جاتے ہیں۔ اس لیے پیداوار سے حاصل ہونے والی آمدنی کو لوگوں میں انصاف کے طریقے پر تقسیم کیا جائے گا۔ لیکن یہ بات محض دعویٰ ہی ثابت ہوئی اور کسی بھی دور میں مکمل طور پر اس پر عمل ممکن نہیں ہو سکا۔

سرمایہ دارانہ نظام معیشت:

اشتراکی نظام معیشت کے مقابلے میں سرمایہ دارانہ نظام معیشت ہے۔ بنیادی طور پر سرمایہ دارانہ نظام کے تین اصول ہیں:

1۔ ذاتی ملکیت یا انفرادی ملکیت (Private Property)

یعنی ہر انسان انفرادی طور پر مالک بن سکتا ہے اور اپنی ذاتی یا انفرادی ملکیت میں اشیاء رکھ سکتا ہے۔

2۔ ذاتی منافع کے محرک کو آزاد چھوڑنا(Profit Motive)

یعنی ہر شخص نفع کمانے کے لیے اپنے ذاتی مفادات کو مقدم رکھے گا اور منافع کے حصول کے لحاظ سے جو چیز اسے بہتر لگے گی اس میں سرمایہ کاری کر کے نفع کمائے گا۔

3۔ حکومت کی عدم مداخلت(Laissez Faire)

سرمایہ دارنہ نظام کا تیسرا اور آخری بنیادی اصول یہ ہے کہ تجارتی سرگرمیوں میں ایک تاجر مکمل طور پر آزاد ہے اور حکومت اس کی تجارتی سرگرمیوں میں مداخلت نہیں کرے گی۔ Laissez Faire دراصل ایک فرانسیسی اصطلاح ہے جس کا معنی ہے "کرنے دو" اس کا مقصد بلکل واضح ہے کہ اس اصطلاح کے ذریعے دراصل حکومت کو کہا جارہا ہے کہ ایک تاجر اپنی تجارتی سرگرمیوں میں بلکل آزاد ہے اور وہ جو کرنا چاہے اسے کرنے دینا چاہیے۔

سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کے بنیادی اصولوں کا تقابلی جائزہ:

مندرجہ بالا میں ذکر کیے گئے دونوں نظامِ معیشت کے بنیادی اصولوں کا خلاصہ یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام میں ہر فرد اپنی ذاتی ملکیت میں اشیاء کھ سکتا ہے جبکہ اشتراکیت میں وسائلِ پیداوار کسی شخص کی ذاتی ملکیت نہیں بلکہ وہ حکومت کی ملکیت ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں ایک فرد منافع کے حصول میں اپنے ذاتی مفادات کو مقدم رکھے گا جبکہ نظام اشتراکیت کے مطابق ذاتی مفادات کی بجائے سماجی مفادات کو ترجیح دی جائے گی۔ سرمایہ دارانہ نظام کے مطابق ایک تاجر کی تجارتی سرگرمیوں میں حکومت مداخلت نہیں کرے گی بلکہ اسے مکمل آزادی حاصل ہے کہ وہ جو چاہے، جس طرح چاہے تجارت کر سکتا ہے۔ لیکن نظام اشتراکیت میں بنیادی معاشی فیصلے کرنے کے لیے حکومت منصوبہ بندی کرے گی۔

ذیل میں ہم سرمایہ دارانہ اور اشتراکیت کے نقصانات کا جائزہ لیتے ہیں:

سرمایہ دارانہ نظام کے دینی نقصانات:

دینِ اسلام کی روح یہ ہے کہ دل مال و دولت کی طرف مائل ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی طرف راغب ہو۔ پھر اس رغبت کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ عظمت کے ساتھ ساتھ مخلوق کے لیے محبت اور شفقت بھی پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ سرمایہ داریت کا تصور انسان کو مال و دولت اور سرمایہ کا حریص بناتا ہے جس سے حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی بھی حق تلفی ہوتی ہے۔ پھر انسان کے لیے اسلامی اصول وضوابط کی کوئی حیثیت نہیں رہتی بلکہ وہ صرف سرمایہ حاصل کرنے کے لیے تمام حدود سے تجاوز کر جاتا ہے۔ پھر اس کی نظر میں سود، قمار بازی، رشوت وغصب وغیرہ سب کچھ جائز ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ایسے انسان کے لیے مال و دولت ہی سب کچھ ہوتا ہے چنانچہ اسلامی اصول وضوابط سے قطع نظر وہ محض مال کمانے کی تگ ودو میں مصروف ہوتا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کے اخلاقی نقصانات:

سرمایہ دارانہ نظام میں ہر ایک کو بغیر کسی قید و پابندی کے اپنی ملکیت بڑھانے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ ایسے معاشرے میں انسان کی خواہش ہوتی ہے کہ معاشرے میں بھوک، افلاس، مرض اور غربت وغیرہ جیسے مصائب بڑھیں تاکہ اس کا کاروبار خوب چلے اور سرمایہ بڑھتا رہے۔ دولت مندی آنے کے بعد دولت کا بے دریغ استعمال ہونے لگا اور شراب نوشی، بدکاری، قمار بازی عام ہونے لگی، جس کی وجہ سے معاشرہ ایثار، ہمدردی، غمخواری، رحم وغیرہ جیسی صفاتِ حسنہ سے محروم ہوگیا۔ اس نظام میں جب انسان کو بنیادی ضروریات کے لیے چند روپے قرض بغیر سود کے نہیں ملتے تو اس کی دل میں ملک اور معاشرہ کے لئے نفرت پیدا ہو جاتی ہے جس کے باعث معاشرے سے حب الوطنی، شجاعت، دلیری اور ملک اور ملت پر جان لٹانے جیسے اوصاف ختم ہو جاتے ہیں۔ جس معاشرے میں انسان کو ہر وقت اپنی دولت بڑھانے کی فکر ہو تو اس معاشرہ میں انسان حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد بیوی، بچوں کے حقوق میں بھی کوتاہی کرنے لگتا ہے جس سے مزید اخلاقی اور سماجی نقصان وجود میں آتے ہیں۔()

اسلام ایک دوسرے کے ساتھ ایثار و ہمدردی کا درس دیتا ہے۔ ایک مسلمان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے سکھ دکھ میں شریک رہے اور مشکل وقت میں ان کی مدد کرے۔ اس ایثار و ہمدردی کی سب سے بڑی مثال انصار و مہاجرین کے درمیان مواخات تھی جس کو نبی کریم ﷺ نے قائم فرمایا تھا۔ لیکن سرمایہ داری نظام کی وجہ سے افرادِ معاشرہ کے درمیان ایک دوسرے کے لیے پیار و محبت اور ایثار و ہمدردی کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کے سیاسی نقصانات:

ریاست کی کامیابی یہ ہوتی ہے کہ زندگی کی تمام ضروریات لوگوں کو میسر ہوں مگر جب سرمایہ دارانہ نظام میں فرد کو یہ اشیاء میسر نہ ہوں تو یہ احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتا ہے اور معاشرہ میں ایک طبقاتی جنگ پیدا ہو جاتی ہے۔ عوام جب محسوس کرتی ہے کہ اس نظام کو سہارا دینے والی حکومت ہے تو بد دل عوام کی نفرت کا رخ حکومت کی طرف ہو کر ہڑتالوں اور بغاوت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اس نظام میں امیر مال کی محبت کی وجہ سے بزدل اور غریب حکومت سے نفرت کی وجہ سے بد دل ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس حکومت کو اپنی حفاظت کے لیے کچھ بھی نہیں رہتا۔ ریاست کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ وہ قوم متحد ہونے کے ساتھ ساتھ صحت، اتحاد، عالی اخلاق اور موت سے بے خوفی جیسی صفات سے مزین اور انتشار اور طبقاتی کشمکش سے دور ہو تاکہ قوم آنے والی مشکلات کا ہمت اور جذبے سے مقابلہ کر سکے مگر سرمایہ دارنہ نظام ان اوصاف سے خالی ہوتا ہے جس کے باعث یہ قوم اپنا وجود برقرار رکھنے میں محتاج اور بیرونی اقوام کی مداخلت کا مقابلہ کرنے میں بے بس نظر آتی ہے۔()

سرمایہ دارانہ نظام کے اقتصادی نقصانات:

کسی بھی قوم کی اقتصادی حالت اس وقت تک بہتر نہیں ہو سکتی جب تک قوم کے تمام افراد کو ضروریاتِ زندگی میسر نہ ہوں۔ اگر قوم کے چند افراد کے پاس مال و دولت کے انبار ہوں گے اور اکثر افراد اس سے محروم ہوں گے تو اقتصادی نظام ترقی کی بجائے تنزلی کا شکار ہوگا۔ آج دنیا کے اکثر ممالک میں سرمایہ دارانہ نظام رائج ہے۔ چنانچہ آج دیکھا جا سکتا ہے کہ دنیا کی پوری آبادی کی اکثریت غربت وافلاس کی زندگی گزار رہی ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک سماجی رپورٹ کے مطابق دنیا کی آبادی کا نصف حصہ فاقہ کشی اور ضروریاتِ زندگی میسر نہ ہونے کی وجہ سے بیماری میں مبتلا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے زمین کی مجموعی دولت بقدرِ ضرورت تمام انسانوں کے حصہ میں نہیں آئی بلکہ اس کے اکثر حصے پر چند لوگ قابض ہو گئے ہیں۔

کمیونزم:

"کمیونزم کا بنیادی نظریہ ہی یہ ہے کہ مادہ ہی اصل چیز ہے اور مادے کے علاوہ کوئی اور چیز نہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا انکار اور انجام کار ہر آسمانی مذہب کا انکار کرنا ہے۔"() کچھ وقت گذرنے کے بعد اشتراکیت نے مذہب کے بارے میں کچھ نرمی کا پہلو اختیار کیا، چنانچہ مفتی محمودؒ فرماتے ہیں:

"کمیونزم کی جب ابتدا ہوئی اس کا حال جو کچھ تھا (خدا اور مذہب سے بغاوت) وہ حال بعد میں باقی نہ رہا، دفعوں میں رفتہ رفتہ ترمیم کی گئی حتیٰ کہ مذہب کے اعتبار سے بالکل پابندی ہٹا کر ہر ایک کو عام آزادی دی گئی۔"()

اشتراکیت میں درجِ ذیل بڑی خرابیاں پائی جاتی ہیں:

1۔ سلبِ آزادی:

اشتراکی نظام میں آدمی کی آزادی سلب ہو جاتی ہے، آدمی کوئی بھی کام اپنی مرضی اور اختیار سے نہیں کر سکتا، وہ ایک خود کار مشین بن کر رہ جاتا ہے جو نہ اپنی مرضی کا کام کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنی مرضی کی زندگی گذار سکتا ہے۔ اس نظام میں یہ دعوی کیا گیا کہ اس میں معاشی مساوات اور تمام لوگوں کو یکساں سہولیات میسر ہونگی مگر وہ مساوات کبھی بھی قائم نہ ہو سکی بلکہ نظریاتی طور پر اس نعرہ کو ہی واپس لے لیا گیا۔ اشتراکی ممالک میں اجرتوں میں بڑا تفاوت رہا اور اس کے خلاف کسی عامل کو چارہ جوئی یا احتجاج کا کوئی حق بھی باقی نہیں رہا۔ یہ تفاوت ان ممالک میں واضح طور پر دیکھا گیا جہاں ایک ہی ملک کا ایک حصہ اشتراکیت اور دوسرا حصہ سرمایہ دارانہ نظام کے تحت تھا مثلاً مشرقی جرمنی میں اشتراکیت اور مغربی جرمنی میں سرمایہ دارانہ نظام رائج تھا، مشرقی جرمنی کے مزدوروں کی حالت مغربی جرمنی کے مزدوروں سے کہیں کم تر ہو گئی جس کے باعث لوگوں نے تنگ ہو کر دیوار برلن توڑ دی اور اشتراکیت کی ناکامی کا عملاً اعلان کر لیا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اشتراکیت کی ناکامی کے بعد دوبارہ سرمایہ دارانہ نظام حکومت آنے کی وجہ سرمایہ دارانہ نظام میں تقسیم دولت منصفانہ تھی بلکہ اس نظام کے ناکامی کی وجہ لوگوں کا اس نظام سے بیزاری تھی۔ سرمایہ دارانہ نظام معیشت کے جن اسباب اور ردِ عمل کی وجہ سے اشتراکیت وجود میں آئی وہ اسباب اشتراکیت کی ناکامی کے بعد بھی باقی رہے۔()

2۔ حرمانِ ملکیت:

اس نظام میں انسان کو آزادی سے کاروبار کرنے اور ذاتی ملکیت کے حق سے محروم کیا گیا ہے جس کے باعث پیدوار کی کمیت (Quantity) اور کیفیت (Quality) دونوں میں کمی آتی ہے جو ایک بہت بڑا معاشی نقصان ہے۔ اس نظام میں آدمی اپنی کوئی بھی ملکیت اور جائداد نہیں بنا سکتا بلکہ پہلے سے موجود ملکیت بھی حکومتی قبضہ اور تصرف میں آجاتی ہے جو ایک ناجائز اور فطرت کے خلاف اقدام ہے، حالانکہ فطری اصول اور قاعدہ قرآن مجید میں یہ بیان فرمایا گیا ہے:

"وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى"()

ترجمہ: نہیں ہے آدمی کے لئے مگر صرف وہ جس کی اس نے کوشش کی۔

3۔ سستی کا لاحق ہونا:

اس نظام کے باعث معاشرہ سست روی اور کاہلی کا شکار ہوتا ہے، کیونکہ جب آدمی کو یہ بات معلوم ہو کہ خواہ وہ کتنی ہی زیادہ محنت اور مشقت برداشت کرے مگر اس کو ایک متعین اجرت ملنے والی ہے تو وہ اس مشقت کو چھوڑ کر آسان اور سہل پسندی والی زندگی کا عادی ہو جاتا ہے، جس کا برا اثر نہ صرف اس شخص کی ذات پر پڑتا ہے بلکہ اس کا نقصان پوری ملت اور قوم کو بھی ہوتا ہے۔()

4۔ پیشوں کے انتخاب میں رکاوٹ

اس نظام کی ایک ناکامی یہ بھی ہے کہ اس میں آزاد تجارت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کا حق افراد سے چھین لیا جاتا ہے اور ساری کی ساری سکیم سرکار کی طرف سے تیار کی جاتی ہے۔ اس نظام میں پیشہ منتخب کرنے کے معاملے میں افراد کی مرضی شامل نہیں ہوتی اور کوئی شخص آزادی سے اپنے لیے پیشہ منتخب نہیں کر سکتا بلکہ حکومتِ وقت کی سکیم کے مطابق پیشے کا انتخاب کیا جاتا ہے۔()

اسلامی نظام معیشت:

مذکورہ بالا دونوں اقتصادی نظام یعنی سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت لوگوں کی معاشی ضروریات کو پورا کرنے میں مکمل طور پر ناکام ہو چکے ہیں۔ اسلام ایک معتدل مذہب ہے کہ جس میں افراط و تفریط سے قطع نظر اعتدال کا راستہ اختیار کیا گیا ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے۔ معاشی نظام کو بہتر بنانے کے لیے اسلامی اصول وضوابط ہر لحاظ سے مناسب ہیں جو شخصی و فطری تقاضوں کے عین مطابق ہیں۔

اسلام میں مطلقًا مال و دولت کمانا مذموم نہیں ہے بلکہ شریعت نے تو ایسے غنی کی تعریف کی ہے جو اپنے مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے " **اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ اَذًى-لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ** "() یعنی جو لوگ اپنے مال کو دن رات مخفی اور اعلانیہ طور پر خرچ کرتے ہیں ان کے لیے ان کے رب کے پاس اجر وثواب ہے اور ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ دراصل اسلام نے معاشی اور معاشرتی نظام کو بہتر بنانے کے لیے کچھ اصول مقرر کیے ہیں جن پر عمل کر کے ایک مسلمان اپنی دنیا و آخرت دونوں بہتر بنا سکتا ہے۔

اسلام فرد اور معاشرے کی آزادی کو شرعی دائرے میں تسلیم کرتا ہے۔ اسلام فرد کو انفرادی اور اجتماعی ملکیت رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسلام ذاتی ملکیت کے حق کو تسلیم کرتا ہے مگر اسلام نے نہ سرمایہ دارانہ نظام کی طرح انسان کو بالکل آزاد چھوڑا ہے کہ وہ ہر پابندی سے آزاد ہو کہ جیسے اور جتنی ملکیت چاہے بنائے اور نہ اشتراکیت کی طرح اس کو بالکل مجبور کیا کہ وہ اپنی ذاتی ملکیت رکھ ہی نہ سکے۔ اسلام ملکیت کو تین اقسام کی طرف تقسیم کرتا ہے:

1۔ ملکیت خاصہ:

اسلام نے افراد کے مالک بننے کے حق کو تسلیم کیا ہے، قران مجید میں ارشاد ہے:

"خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً" ()

ترجمہ: (اے پیغمبر) ان لوگوں کے اموال میں سے صدقہ وصول کرو

اس آیتِ مبارکہ میں آپ ﷺ کو لوگوں سے زکوٰۃ کی وصولی کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے اور کسی شخص سے چیز اس وقت وصول کی جاتی ہے جب اس کی ملکیت میں کوئی چیز ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ لوگ اپنی اشیاء کے مالک ہیں، نیز اسلام نے لوگوں کے ملکیت کے تفاوت کا اعتراف بھی کیا ہے، چنانچہ قران مجید میں ارشاد ہے:

"وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ" ()

ترجمہ: اور اللہ نے تم میں سے کچھ لوگوں کو رزق کے معاملے میں دوسروں پر برتری دے رکھی ہے۔

اسلام نے مالداروں پر غریبوں کی کفالت دو طریقوں سے واجب کی ہے، ایک یہ صدقاتِ نافلہ جس کی بنیاد انسانی ہمدردی پر ہے اور دوسرا طریقہ وجوبی ہے یعنی امیروں پر غریبوں کو زکوٰۃ دینا لازم ہے اور زکوٰۃ دینا مالداروں کا فقیر پر احسان نہیں بلکہ یہ غریبوں کا حق ہے۔

2۔ ملکیت عامہ:

اسلام نے عوام کو بعض قدرتی اور رفاہی دولت میں سے حق دیا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے " تمام مسلمان تین چیزوں پانی، گھاس اور آگ میں شریک ہیں اور ان کا ثمن حرام ہے۔" ()

3۔ حکومتی ملکیت:

اسلام نے حکومت کو بھی ملکیت کا حق دیا ہے، بیت المال بھی اس کی ایک صورت ہے۔ حکومتی ملکیت ہر وہ چیز اور عمارات ہوتی ہیں جن کے ساتھ عامۃ المسلمین کا حق وابستہ ہو اور وہ چیز ملکیتِ عامہ کے تحت داخل نہ ہو۔

اسلام افراط اور تفریط سے پاک ایک الگ اعتدال والی راہ بتاتا ہے۔ اسلام رہبانیت کے برخلاف انسانی کاروباری سرگرمیوں کو جائز بلکہ **"کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ"** یعنی دوسرے فرائض کے بعد حلال کمائی کے حصول کو بھی ایک فرض بتاتا ہے لیکن دنیاداری میں اس حد تک آگے جانے کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ آدمی اپنے مقصدِ زندگی کو بھلا بیٹھے۔ دولت اور جائداد وغیرہ آخرت کے لیے زادِ راہ کا کام دینے والی ہیں۔ قرآن کریم نے اس کو "**فضل اللہ**" اور "**زینۃ اللہ**" جیسے القاب سے نوازا ہے۔ اگر مال و دولت انسان کو اپنے مقصد سے ہٹادے تو اس کو "متاع الغرور" اور "فتنہ" قرار دیا ہے۔

اسلامی معاشیات کی خصوصیات:

1. الاہی نظام:

اسلامی معیشت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس نظام کے بنیادی اصول کی انسان کے بنائے ہوئے نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں جو ساری کائنات کا خالق اور مالک ہے اور ان کے نفع اور نقصان کو اچھی طرح جانتا ہے۔ اور اس کے بارے میں یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے یہ اصول کسی طبقہ کے مفاد میں جانبداری سے مقرر کئے ہیں۔ سرمایہ داری اور سوشلزم کی بنیاد ہی مادیت پر ہے اور ان نظاموں کے اصول انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں جن کو خطا اور لزش سے پاک تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔

2. معتدل اور متوازن نظام:

اسلامی معیشت کی دوسری بڑی خصوصیت یہ ہے کہ یہ نظام افراط اور تفریط سے پاک ہے۔ یعنی ایک طرف رہانیت بزرگ دنیا ہے جس کو بہت سے مذاہب میں زہد و تقویٰ کا معیار قرار دیا گیا ہے۔ کہ تجارت و صنعت اور معاشی سرگرمیوں سے کوئی شخص دین دار نہیں ہو سکتا اور نہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔ دوسری طرف مادیت کی انتہا پسندی ہے کہ وہاں نہیں۔() اسلام میں دین اور دنیا کو اس اعتدال اور توازن سے جمع کیا گیا ہے، کہ اس پر عمل کرنے سے انسان دنیا و آخرت دونوں کی کامیابیوں سے ہم کنار ہوتا ہے۔ اسلام افراط اور تفریط سے ایک الگ ایک اعتدال والی راہ بتاتا ہے کہ رہبانیت کے بر خلاف انسانی کاروباری سرگرمیوں کو جائز بلکہ کسب طلب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ کے تحت واجب بتاتا ہے، لیکن دنیاداری میں اس اس حد تک آگے جانے کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ آدمی اپنے مقصد زندگی کو ہی بھلا بیٹھے۔ دنیا کا مال و دولت جائداد یہ اصلی مقصد کے لیے زاد راہ کا کام دینے والی ہے۔ قرآن کریم نے اس کو فضل اللہ اور زینتہ اللہ جیسے القاب سے نوازا ہے۔ اگر یہ مال و دولت انسان کو اپنے مقصد سے بنادے تو تو اس کو متاع الغرور اور فتنہ قرار دیا ہے۔

3. حقیقی مالک

اسلامی تعلیمات کے مطابق تمام وسائل حیات کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ اس نظریہ پر قرآن کریم کی متعدد آیات دلالت کرتی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے "وہی ہے جس نے تمہارے لیے وہ تمام چیزیں پیدا کی جو زمین میں ہیں۔" اسی طرح دوسری جگہ پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "اے ایمان والو! ہم نے جو تمہیں رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرو۔"

مذکورہ آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انسان کا کمایا ہوا مال و دولت اس کا اپنا نہیں بلکہ اس کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ جب انسان کے مال و دولت کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے تو وہ اپنا مال اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق خرچ کرے گا۔ یہ نظریہ ایک انسان میں احساسِ ذمہ داری پیدا کرتا ہے اور اس کے دل سے مال کی محبت ختم کر دیتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ مال جمع کرنے کے مقابلے میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کو ترجیح دیتا ہے۔

4. دین و دنیا ساتھ:

اسلامی معیشت میں مال دولت کمانا اور کاروبار و تجارت کرنا محض دنیاداری نہیں بلکہ یہ بھی دین کا ایک حصہ ہے۔ تجارت اور معاشی سرگرمیاں دو شرطوں سے عبادت بن جاتی ہیں ایک یہ کہ نیت درست ہو مثلاً سوال کی ذلت سے بچنے کے لیے کمائے اور خود اپنی جان کے حقوق اور دوسروں کے جو حقوق اس کے ذمہ ہیں ان کی ادائگی کی نیت سے کمائے یا یہ نیت ہو کہ میری صنعت و تجارت سے ملک و ملت کو فائدہ پہنچے گا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ مال کمانے اور خرچ کرنے کا عمل شرعی حدود کے دائرے میں ہو اس سے متجاوز نہ ہو ان دو شرطوں کی موجودگی میں ہر عمل عبادت بن جاتا ہے اور دنیا و آخرت کی کامیابی کا ذریعہ بنتا ہے۔ یہ وہ بنیادی خصوصیت ہے جو اسلام کو دنیا کے تمام ادیان و مذاہب سے ممتاز کرتی ہے۔()

5. اخوت

اسلامی معاشی نظام اخوت و بھائی چارہ پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ اسلامی معاشی نظام کی ایک ایسی خصوصیت ہے کہ جس کی وجہ میں افرادِ معاشرہ میں باہمی پیار، محبت اور ایثار و احسان کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اس خصوصیت نے تمام افراد معاشرہ کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ آپ ﷺ نے ہجرتِ مدینہ کے بعد انصار اور مہاجرین کے درمیان مواخات قائم کرکے قیامت تک آنے والی نسلِ انسانیت کو اسلامی معاشی نظام کو بنیادی اصول سمجھا دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمام مسلمان ایک شخص کی مانند ہیں۔ اگر اس کی آنکھ کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کا پورا جسم تکلیف میں ہوتا ہے اور اگر اس کے سر کو تکلیف ہوتی ہے تو اس کا پورا جسم تکلیف میں ہوتا ہے۔

6. انصاف

اسلامی نظام کی ایک اہم اور بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس نظام کی بنیاد انصاف پر ہے۔ اشتراکی نظام کی ایک بنیادی خرابی یہ ہے کہ اس میں مساوات کے نام پر لوگوں کی صلاحیتوں کی ناقدری کی جاتی ہے۔ اشتراکی نظام وسائل سے حاصل ہونے والی آمدنی کو لوگوں میں معمولی فرق کے ساتھ برابر تقسیم کرنے کا

دعویٰ کرتا ہے حالانکہ انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ لوگوں کی صلاحیتوں کے حساب سے ان کو اجر ملنا چاہیے۔ اسلام اس قسم کی مساوات کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اسلام انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے لوگوں کی صلاحیتوں کے مطابق ان کو اجر دینے کی ترغیب دیتا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "دنیوی زندگی میں ہم ہی نے ان کے درمیان ان کی معیشت کو تقسیم کر رکھا ہے اور ہم ہی نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر درجات کے لحاظ سے فوقیت دے رکھی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔"()

خلاصۂ کلام

اسلام ایک ایسا جامع مذہب ہے کہ جس میں زندگی کے ہر شعبے کے متعلق مکمل رہنمائی موجود ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی بھی ایسا گوشہ نہیں ہے کہ جس کے متعلق اسلام نے جامع ومانع ہدایات نہ دی ہوں۔ اقتصادیات کے شعبے میں بھی اسلام مکمل طور پر رہنمائی کرتا ہے۔ اسلامی اقتصادی نظام ایک ایسا جامع نظام ہے کہ اس پر عمل کرکے معاشرے کے تمام افراد کی زندگی پرسکون ہوسکتی ہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ چند افراد کی بجائے معاشرے کے ہر ہر فرد کو معاشی خوشحالی نصیب ہو۔ اسلامی اقتصادی نظام کے مقابلے میں سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکیت افراط و تفریط پر مبنی ہیں۔ ایک طرف سرمایہ دارانہ نظام آزادی کے نام پر ہر فرد کو مطلق العنان چھوڑ دیتا ہے تو دوسری طرف نظامِ اشتراکیت انسان انسان کا بنیادی حق یعنی آزادی چھین لیتا ہے اور اس سے اس کا اختیار چھین لیتا ہے۔ اسلام ایک شخص کو نا تو مکمل طور پر آزادی دیتا ہے اور نا ہی اسے ہر لحاظ سے پابند بنا دیتا ہے۔ بلکہ ایک طرف اسلام کسی شخص کو ملکیت اور اس میں تصرف کا حق بھی دیتا ہے تو دوسری طرف اس پر کچھ شرعی و اخلاقی پابندیاں بھی عائد کرتا ہے تاکہ معاشی و معاشرتی نظام کسی بھی قسم کے شر و فساد سے بچ سکے۔

اسلامی اقتصادی میں عدل و انصاف، اخوت و ہمدری، ایثار و احسان جیسی عظیم خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ ایک مسلمان شخص تجارت یا دیگر ذرائع سے کمائے ہوئے مال و دولت کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھتا ہے اور اسے اسلام کے بتائے ہوئے اصول کے مطابق خرچ کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق کوئی بھی شخص مال کمانے اور خرچ کرنے میں مکمل آزاد نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک انسان مال کمانے اور خرچ کرنے میں بلکل آزاد نہیں بلکہ وہ شرعی حدود و قیود کا پابند ہے اور مرنے کے بعد اس سے اس کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ابنِ آدم کے قدم اپنی جگہ سے نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں فنا کیا، جوانی کے بارے میں کہ اس کن کاموں میں کھپایا، مال کے بارے میں کہ اس کہاں سے کمایا اور کہاں پہ خرچ کیا اور علم پر کتنا عمل کیا۔()

سرمایہ دارانہ نظام میں دولت پر مخصوص طبقے کا قبضہ ہوتا ہے جو عوام کی معاشی تباہی اور کساد بازاری کا سبب بنتا ہے۔ ذاتی مفادات کے لیے اکتناز اور احتکار کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ اسلام ایسے کسی بھی عمل کی اجازت نہیں دیتا کہ جس سے افرادِ معاشرہ کو نقصان پہنچے۔ دوسری طرف اشتراکیت میں ایک انسان کی آزادی اور اس سے اس کا اختیار ہی چھین لیتا ہے جس کے نتیجے میں متعدد معاشی و معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ غرضیکہ اسلامی نظام کے مقابلے میں دونوں نظام نامناسب اور نامکمل ہیں۔

حوالہ جات(References)

1. ابن منظور محمد بن مکرم: لسان العرب، (بیروت دار الفکر ۱۴۰۷ھ،) ۳: ۳۵۳

Ibn Manzoor Muhammad ibn Mukarram: lisan ul Arab, Beirut Dar al-Fikr 1407 AH, 3: 353

2. فیروز الدین مولوی: فیروز اللغات، اردو، (لاہور فیروز سنز لمیٹیڈ، طبع اول ۲۰۱۰ء)، ۱۰۵

Feroz-ud-Din Maulvi: Feroz-ul-Laghat, Urdu, (Lahore Feroz Sons Limited, First Edition, 2010),105

3. احمد شرباصی المعجم الاقتصادی الاسلامی، (بیروت دار العلم س ن)، ۳۶

Ahmad Sharbasi Al-Salami Economic Dictionary, (Beirut Darul Alam,36

4. صدیقی محمد نعیم پروفیسر: اسلام اور جدید معاشی تصورات،(مکتبہ دانیال لاہور،)۵

Siddiqui Mohammad Naeem Professor: Islam and jaded Muashi Tasawarat,, Maktaba Daniel Lahore,5

5. عثمانی، محمد تقی، اسلام اور جدید معیشت و تجارت،،(لاہور ادارۂ اسلامیات پبلشرز)۱۹تا۲۱

Osmani, Muhammad Taqi, Islam or jaded mauishat wa tijarat, , Lahore Islamic Studies Publishers19-21

6. پروفیسر، عبدالحمید، اسلامی معاشیات، ۱۰۴

Professor, Abdul Hameed, Islami Muashiyat,104

7. عثمانی، محمد تقی، اسلام اور جدید معاشی مسائل، ۷ :۲۹-۳۶

Ottoman, Muhammad Taqi, Islam jaded Muashi Masail,7:29-36

8. شمس الحق افغانی: سرمایہ دارانہ واشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ،(ادارۃ البحوث الاسلامیہ لاہور)،۲۸تا۳۴

Shams-ul-Haq Afghani: sarmayadarana wa ishtiraki nizam ka islami muashi nizam sy muawazana,, idaro al Bahoos al Islamia, Lahore,28-34

9. محولہ بالا، ۳۴تا ۳۷ *ibid*

10. ایضا، ۲۶تا۲۹ *ibid*

11. محمود حسن گنگوہی مفتی: فتاوٰی محمودیہ، محولہ، ۲ :۱۳۵

Mahmood Hassan Gangohi Mufti: Fatwa of Mahmoodiyah,2 :135

12. ایضا، ۲:۱۳۹ *ibid*

13. عثمانی محمد تقی مفتی: اسلام اور جدید اقتصادی مسائل،(طبع اول ۱۴۲۹ھ، کراچی میمن اسلامک پبلیشرز)، ۷ :۶۸

Osmani Muhammad Taqi Mufti: Islam or jaded iqtisadi masail , First Edition 1429 AH, Karachi Memon Islamic Publishers, 7: 68

14. سورہ، النجم: ۳۹ *Al-najm 39*

شمس الحق افغانیؒ: سرمایہ دارانہ واشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ، محولہ، ۷۱تا۷۳

Shams-ul-Haq Afghani: sarmayadarana wa ishtiraki nizam ka islami muashi nizam sy muawazana,, 71-73

15. صدیقی، محمد نعیم، ڈاکٹر، اسلام اور جدید معاشی تصورات، محولہ ۱۱۴،

Siddiqui Mohammad Naeem Professor: Islam and jaded Muashi Tasawarat,, Maktaba Daniel Lahore,5

16. البقرۃ: ۲۷۴ *Al-baqara: 274*

17. التوبہ: ۱۰۳ *Al-Tuba:103*

18. النحل: ۷۱ *Al-Nahl: 71*

19. ابن ماجہ أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني: سنن ابن ماجہ، تحقیق محمد فؤاد عبد الباقي،(بيروت، دار إحياء الكتب العربية، الطبعة الأولى، ۱۴۳۰ھ-)، ۲، :۸۲۶

Ibn Majah Abu Abdullah Muhammad Ibn Yazid Al-Qazwini (Sunan

Ibn Majah, Tahaqiq Muhammad Fouad Abdul Baqi, Beirut, Dar Al-Ahya Al-Kitab Al-Arabiya, First Edition, 1430 AH, 2:826

20. محمد رفیع عثمانی، اسلامی معیشت اور صنعتی تعلقات،(ادارۃ المعارف کراچی مئی ۲۰۱۰)ع ۲۷

Muhammad Rafi Usmani, Islamic Muishat,or sanati Taluqat , idara muarif Karachi, May 2010,27

21. البقرۃ:۲۹

Al-baqara: 29

22. رفیع عثمانی، حوالہ بالا، ۳۵

Rafi Usmani Ibid :35

23. القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم،۶ :۲۱۰مترجم علامہ وحید الزمان

Al-Qushayri, Muslim Ibn Al-Hajjaj, Sahih Muslim, 6: 210, Translated by Allama Wahid Al-Zaman

24. الزخرف:32

Al-Zukhruf: 32

25. الترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، الجامع الکبیر،، باب فی القیامۃ،(دار الغرب الاسلامی، الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۹۶) ۴:۲۱۶

Al-Tirmidhi, Abu Isa, Muhammad ibn Isa, Al-Jami 'al-Kabeer, Chapter fil Qiyama,4:216